Gohar e tehqeeq گوہر تحقیق
گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی بہاول پور

Year 2024; Vol 03 (Issue 02)
P. 01-10 https://journals.gscwu.edu.pk/

زاہد حسین
لیکچرار، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر سمیرا اکبر
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
Zahid Hussain
Lecturer, PhD Scholar, Department of Urdu, Government College University, Faisalabad
Dr. Samira Akbar
Assistant Professor, Department of Urdu, Government College University, Faisalabad

اقبال کے دو مردِ کامل (مسولینی اور نپولین) حقیقت اور مبالغہ

Iqbal's Two Perfect Men (Mussolini and Napoleon) Truth and Exaggeration

Abstract:

It is more crucial to explore the various dimensions of Allama Iqbal's thoughts than to dwell on general observations about his personality and ideas. Iqbal's philosophy of "Khudi" (selfhood) inspired the youth of the Indian subcontinent to shape their own destiny. However, the historical figures he idealized, such as Napoleon Bonaparte and Mussolini, appear to diverge from his conceptual archetype of the "Mard-e-Kamil" (the Perfect Man). Mussolini, whom Iqbal admired as a symbol of willpower, is historically recognized as a fascist leader responsible for grave violations of human rights. While Iqbal valued Mussolini's leadership and determination, he gave comparatively less attention to his fascist policies and the destruction they caused. Similarly, Napoleon Bonaparte, praised by Iqbal as an emblem of human will and a great leader, is historically regarded as an authoritarian ruler who undermined democratic principles by establishing his own empire .The lives and actions of these figures highlight a disconnect from the spiritual and moral ideals underpinning Iqbal's concept of the "Mard-e-Kamil". Iqbal's poetic admiration for such figures underscores the complexity of his ideas and the contradictions inherent in historical personalities. In this

context, the critique by Jon Elia is thought-provoking: how can a great poet extol characters with such inherent contradiction. While the profundity of Iqbal's thought and the magnificence of his poetic expression remain undisputed, the critique of his chosen exemplars opens a significant intellectual discourse.

Key Words: Allama Iqbal, Mard-e-Kamil, Khudi, Poetry, Napoleon Bonaparte and Mussolini.

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کی عظمت کا ایک زمانہ معترف ہے۔ اب یہ بات کرنا کہ اقبال سیالکوٹ میں پیدا ہوا، لاہور میں تعلیم حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن چلے گئے وغیرہ انتہائی مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہیں کیوں کہ یہ زباں زد عام باتیں ہیں۔ اقبال کی فکر کو دنیا بھر میں پذیرائی ملی، ترقی پسند ہوں یا رجعت پسند سبھی اقبال کو پڑھ اور ان کی عظمت میں خامہ فرسائی کر چکے ہیں۔ اقبال کو مسجد کے منبر سے لے کر دیوانوں کی محفل میں بھی پڑھا جاتا ہے۔ اب تک بیسیوں کتب اردو میں اقبال پر لکھی جاچکی ہیں اور ابھی بھی یہ موضوع سخن تازہ ہے۔ اقبال نے برصغیر کے نوجوان کو فلسفہ خودی کے افکار سے روشناس کرایا۔ شاہین، مرد قلندر، مرد مومن، مرد کامل وغیرہ کی اصطلاحات وضع کیں۔ ان میں ان اشخاص کو بھی پیش کیا جو اقبال کے نزدیک مرد قلندر یا مرد کامل ہیں لیکن اقبال کی وضع کردہ مرد قلندر اور ان کے پیش کردہ کرداروں میں جنہیں وہ اپنے تئیں مرد قلندر یا مرد کامل کہتے ہیں ان میں تضاد دکھائی دیتا ہے۔ بعض اوقات تو یہ تضاد ایک سو اسی کے زاویے پر ہی چلا جاتا ہے۔

اسی لیے جون ایلیا نے کہا تھا:

"وہ شاعر عظیم کیسے ہو سکتا ہے جس نے متضاد کرداروں

کی مدح سرائی کی ہو۔" (1)

کچھ ناقدین اقبال کے مرد کامل کے کرداروں میں تضاد کا دفاع یہ کہہ کر کرتے ہیں کہ تضاد نمو د ضروری ہے، قران پاک میں بھی ایک حکم آیا تو دوسرے حکم کو منسوخ کر دیا گیا، اختلاف آنا ذہنی ارتقا کی مثال ہے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہاں معاملہ ذہنی ارتقاء اور پھر اس میں ابھرنے والے تضادات کا نہیں ہے بلکہ اس بات کا ہے کہ کیا وہ شخصیات جنہیں اقبال نے مثالی کہا ہے وہ مثالی ہیں

بھی یا نہیں۔ اقبال جن کی مثال لیتا ہے ان کرداروں کی زندگی کا مطالعہ ہی یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ کیا وہ کردار کسی بھی حالت میں معاشرے کے لیے سود مند تھے یا انہوں نے انسانیت سوز سرگرمیوں میں حصہ لیا ہے۔ اقبال نے مختلف اشخاص پر نظمیں لکھیں۔ مرزا غالب، بلال، داغ ، سوامی رام تیر تھ، غلام قادر روہیلہ ، صدیق، نانک، شیکسپئیر، کے نام بانگ درا میں۔ لینن، نپولین، مسولینی، نادر شاہ افغان، ابو العالا معری، بال جبریل میں۔ قلندر کی پہچان، سلطان ٹیپو، رومی ، مرزا بیدل، کارل مارکس، مسولینی، محراب گل افغان کے نام سے ضرب کلیم میں نظمیں شامل ہیں۔ اس میں صرف دو شخصیات مسولینی اور نپولین بوناپارٹ کے نام گنوائے جارہے جنہیں کسی بھی صورت میں شاید ہی کوئی کسی دلیل سے " مرد کامل " بنا سکے۔ ایک طرف تو اقبال کارل مارکس اور لینن کے حق میں نظر آتے ہیں اور انسانی آزادی کے علم بردار نظر آتے ہیں تو دوسری طرف ان اشخاص کے حوالے سے اقبال کا رویہ نہ صرف تعریفی ہے بلکہ مبالغہ آرائی کی حد تک جا پہنچتا ہے اور نظر آتا ہے کہ یہی اقبال کے نزدیک "یہ غازی یہ تیرے پر اسرار بندے "ہیں۔ ان اشخاس کی زندگی اور کلام اقبال میں ان کے مراتب دیکھے جائیں تو پتہ چلتا ہے کہ وہ نہ صرف اپنی نجی زندگی میں تضادات سے بھرپور ہیں بلکہ انسانیت کے لیے بھی وہ کسی صورت قابل قبول نہ تھے۔

اقبال کے کلام میں " بینیٹو مسولینی "کا ذکر مختلف حوالوں سے آتا ہے، خاص طور پر ان کی نظم " مسولینی " میں، جو اقبال کی کتاب " ارمغان حجاز " میں شامل ہے۔ مسولینی کے کردار کو اقبال کے تصور خودی اور فرد کی قوت ارادی کے سیاق میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم مسولینی کا تاریخی کردار جس کی بنیاد فاشزم اور آمرانہ حکومت پر تھی، اس میں کئی پہلوؤں سے تضادات موجود ہیں۔ اقبال مسولینی کو اس کی سیاسی اور جنگی قوت کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ خاص طور پر اس کی قیادت، عزم اور اپنی قوم کو دوبارہ عروج دلانے کی کوشش کو سراہتے ہیں۔

اقبال کے نزدیک مسولینی اس شخص کی نمائندگی کرتا ہے جو اپنی ارادے کی قوت سے تاریخ کا رُخ موڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اقبال کے نزدیک مسولینی کی شخصیت اس کے عزم اور ارادے کی طاقت کی وجہ سے نمایاں ہے۔ اقبال فاشسٹ نظریات سے اتفاق نہیں کرتے لیکن مسولینی کی شخصیت میں وہ انسان کو اپنی تقدیر خود تراشنے کی صلاحیت دیتے ہیں۔ اقبال نے اپنی نظم "مسولینی" میں اسے ایک ایسا فرد قرار دیا ہے جو اپنی تقدیر خود بناتا ہے۔ اقبال کے فلسفہ خودی میں یہ ایک اہم موضوع ہے کہ انسان اپنے عزم اور قوت سے اپنی تقدیر کو بدل سکتا ہے۔ اقبال مسولینی کی قوم کو دوبارہ عروج دینے کی کوششوں کو سراہتے ہیں۔ اقبال کے نزدیک وہ ایک ایسی قیادت کی علامت ہے جو اپنی قوم کو مشکلات سے نکال کر ترقی کی راہ پر لے جاتا ہے۔

تاریخی طور پر بینیٹو مسولینی اٹلی کا فاشسٹ ڈکٹیٹر تھا، جس نے 1922 سے 1943 تک حکومت کی کچھمن پرشاد بھر دواج ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "گزشتہ جنگ تک مسولینی اپنے آپ کو کٹر کمیونسٹ بتاتا رہا۔ لیکن جنگ کے بعد اس نے اپنے آپ کو کمیونسٹ کہنا بند کر دیا، اس کے پرانے ساتھیوں نے اس کے اس انداز کو پسند نہ کیا مگر اس نے اس کی مطلق پروانہ کی۔ 1919 میں اس نے فیسسٹ جماعت کی بنیاد ڈالی۔ اس نے اس میں بیکار سپاہیوں کو بھرتی کرنا شروع کر دیا۔ اس جماعت کا مذہب جبر و تشدد تھا۔" (2)

مسولینی کو فاشزم کے بانی کے طور پر جانا جاتا ہے۔ فاشزم میں ایک طاقتور آمرانہ حکومت اور قومی بالادستی پر زور دیا جاتا تھا۔ اس کا سیاسی فلسفہ جمہوری اقدار اور آزاد خیالی کے خلاف تھا۔ مسولینی کی حکومت نے فوجی طاقت کے ذریعے اٹلی کی توسیع کی پالیسی اپنائی۔ اس کی حکومت نے افریقی ممالک پر حملے کیے، خاص طور پر ایتھوپیا پر قبضہ کیا، جسے اس کی سامراجی پالیسی کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ مسولینی نے دوسری جنگ عظیم میں ہٹلر کے نازی جرمنی کے ساتھ اتحاد کیا، جس کے نتیجے میں اٹلی کی تباہی اور

مسولینی کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ اس کا اتحاد ہٹلر کے ساتھ انسانی حقوق کی پامالیوں اور جنگی جرائم سے بھی منسلک ہے۔ مسولینی کی حکومت ایک آمرانہ نظام پر مبنی تھی، جس میں سیاسی مخالفین کو دبایا گیا، آزاد صحافت کو ختم کیا گیا، اور شہری آزادیوں کو محدود کیا گیا۔ مسولینی کے کردار کی سب سے بڑی تنقید اس کی غیر اخلاقی پالیسیوں اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر کی جاتی ہے۔ اس کے دورِ حکومت میں سیاسی مخالفین کو قید و بند کیا گیا اور آزادی اظہار پر سخت پابندیاں عائد کی گئیں۔ حیرت ہوتی ہے کہ اقبال جیسا شاعر اس بات کو انقلاب سمجھ کر یہ کہتا ہے:

ندرت فکر و عمل کیا شئے ہے؟ ذوق انقلاب ـــ

ندرت فکر و عمل کیا شئے ہے؟ ملت کا شباب

چشم پیران کہن میں زندگانی کا فروغ

نوجوان تیرے ہیں سوز آرزو سے سینا تاب (3)

اقبال نے مسولینی کو اس کی قوت ارادی کے لیے سراہا، جسے وہ قوم کے احیاء اور تقدیر کو بدلنے کی علامت سمجھتے ہیں۔ تاہم، مسولینی نے اس قوت ارادی کا غلط استعمال کیا، جس سے اٹلی اور دنیا کو نقصان پہنچا۔ اقبال نے مسولینی کی قوم کو دوبارہ عروج دینے کی کوشش کو ایک مثبت پہلو کے طور پر دیکھا، لیکن حقیقت میں مسولینی کی توسیع پسندی اور فاشسٹ پالیسیوں نے اٹلی کو مزید مشکلات میں دھکیل دیا اور دوسری جنگ عظیم میں اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اقبال کے فلسفے میں ایک مضبوط قیادت کی اہمیت ہے، لیکن وہ اسے اسلامی اصولوں اور اخلاقیات کے مطابق دیکھتے ہیں۔ مسولینی کی آمرانہ قیادت میں آزادیوں کا خاتمہ اور انسانی حقوق کی پامالیاں ہوئیں، جو کہ اقبال کے نظریات سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ اقبال کے نزدیک روحانی قیادت کی بڑی

اہمیت ہے، جبکہ مسولینی کی قیادت زیادہ تر مادیت اور عسکریت پر مبنی تھی۔ اقبال کے "مردِ مومن" کا تصور روحانی اور اخلاقی بلندی پر مبنی ہے، جبکہ مسولینی کا فاشزم مادیت اور طاقت پر زور دیتا تھا۔

اقبال محض اس بات پر اس کا دفاع کرتے نظر آتے ہیں کہ مسولینی نے بھی فرنگیوں جیسا برتاؤ کیا، لیکن اس دفاع میں یہ بات کیسے نظر انداز کی جاسکتی ہے کہ اس کے استبداد کا نشانہ تو انسانیت ہی بنی۔ اقبال لکھتے ہیں:

؎ میرے سودائے ملوکیت کو ٹھکراتے ہو تم

تم نے کیا توڑے نہیں کمزور قوموں کے زجاج

پردہء تہذیب میں غارت گری، آدم کشی

کل روا رکھی تھی تم نے میں روا رکھتا ہوں آج (4)

اقبال نے مسولینی کو اس کے عزم اور قیادت کے پہلوؤں سے سراہا، لیکن مسولینی کا حقیقی کردار ایک آمریت پسند رہنما کا تھا جس نے اپنی قوم کو جنگ اور تباہی کی طرف دھکیلا۔

"مسولینی کے وزیر اعظم بننے کے بعد بھی اس کی جماعت کی اودھم جاری رہی۔ انہوں نے اپنی مخالف جماعت کے بہت سے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ بہت سے لوگوں کو ریںڈی کا تیل پلا کر ختم کر دیا گیا۔" (5)

انسانیت پر جبر کی انتہا کرنے والی ایسی کوئی بھی شخصیت اقبال کے موجودہ قاری کے لیے راقم کے نزدیک قطعی مثالی نہیں بن سکتی۔ مسولینی اقبال کے افکار میں قیادت کا جو تصور ہے، وہ اخلاقی اور روحانی اصولوں پر مبنی ہے، جبکہ مسولینی کی قیادت مادی اور فاشسٹ نظریات پر مبنی تھی، جس کی وجہ سے اس کا تاریخی کردار اقبال کے مثالی مردِ مومن سے مختلف نظر آتا ہے۔

دوسرا بڑا کردار نپولین بوناپارٹ ہے۔ نپولین بوناپارٹ کو علامہ اقبال کی نظر میں اور حقیقی تاریخ میں مختلف زاویوں سے دیکھا جاتا ہے۔ اقبال نے نپولین کو ایک ایسے عظیم رہنما اور فاتح کے طور پر پیش کیا ہے جس کی شخصیت اور قیادت میں انسان کے عزم و ارادے کی طاقت نظر آتی ہے، جبکہ تاریخی نپولین کے کردار کو یورپی سیاست، عسکری حکمت عملی، اور نوآبادیاتی عزائم کے تناظر میں پرکھا جاتا ہے۔ اقبال کے کلام میں نپولین کا ذکر ایک مضبوط قیادت کی علامت کے طور پر آتا ہے۔ اقبال نے نپولین کو اس کی غیر معمولی قیادت، ارادے کی طاقت، اور قوم کو بلند کرنے کی صلاحیت کی بنیاد پر سراہا۔ نپولین کو اقبال کی شاعری میں ایک ایسی شخصیت کے طور پر دیکھا جاتا ہے جو انسانی خودی اور قوت ارادی کا مظہر ہے۔ اقبال کی نظر میں نپولین ایک ایسا فرد تھا جو تقدیر پر قابو پانے کی صلاحیت رکھتا تھا اور اپنی عظمت کو خود تراشنے میں کامیاب رہا۔

اقبال نپولین کو اس لیے بھی پسند کرتے ہیں کہ وہ ایک قوم کو عروج کی طرف لے جانے والا اور عزم کا پیکر تھا، جیسا کہ اقبال کے "مردِ مومن" کا تصور بھی کچھ اسی طرح کا ہے۔ اقبال کے فلسفہ خودی کے مطابق، نپولین وہ انسان ہے جو اپنی خودی کو پہچان کر اسے بروئے کار لاتا ہے اور اپنی قوم کی تقدیر بدل دیتا ہے۔ اس کے لیے اقبال لکھتے ہیں:

؎ راز ہے راز ہے تقدیر جہانِ تگ و تاز

جوش کردار سے کھل جاتے ہیں تقدیر کے راز (6)

نپولین کے کردار میں سفاکی کے سوا کچھ دیکھنے کو نہیں ملتا۔ اس کی سفاکی کا یہ عالم تھا کہ ایچ۔ اے۔ ایل۔ فشر لکھتے ہیں:

"وہ اپنی بیوی کے پالتو جانوروں کو اپنے باغ میں نشانہ بنانے کا شائق تھا۔ وہ اپنے اعصابی اضطراب کے زیر اثر چیزوں کو نوچتا، چاقو سے میزوں اور

کرسیوں کو چھیلتا رہتا تھا۔وہ عورتوں کے کان مروڑ تا تھا۔اس کی گفتگو ان

مواقع پر وحشیانہ ہوا کرتی تھی۔ (7)

تاریخی طور پر دیکھا جائے تو نپولین بوناپارٹ ایک فرانسوی فوجی اور سیاسی رہنما تھا، جس نے فرانس کو انقلاب کے بعد ایک طاقتور یورپی ریاست بنایا اور اپنی جنگی فتوحات کے ذریعے تقریباً پورے یورپ پر غلبہ حاصل کیا۔ نپولین کی عسکری صلاحیتوں کو تاریخ میں بے حد سراہا جاتا ہے۔ وہ نہایت ذہین اور چالاک فوجی حکمت عملی کے حامل تھے، اور ان کی قیادت میں فرانس نے کئی جنگوں میں کامیابی حاصل کی، جس سے یورپ میں نپولین کا اثر و رسوخ بڑھا۔ نپولین نے فرانسیسی انقلاب کی ابتدائی اقدار، جیسے آزادی، برابری، اور اخوت، کو اپنے قوانین اور پالیسیوں میں شامل کیا، جیسے کہ نپولین کوڈ(Code Napoleon)، جس نے فرانس میں قانونی اصلاحات کی بنیاد رکھی اور پورے یورپ میں اس کے اثرات محسوس کیے گئے۔ نپولین نے خود کو 1804 میں فرانس کا شہنشاہ قرار دیا، جو اس کے نظریات میں تضاد پیدا کرتا ہے۔ اس نے فرانسیسی انقلاب کے جمہوری اصولوں کو ختم کر کے بادشاہت قائم کی، جو کہ اس کے ابتدائی انقلابی نظریات کے مخالف تھا۔ نپولین نے یورپ میں کئی جنگیں لڑیں، جنہیں نپولین وارز(Napoleonic Wars) کہا جاتا ہے۔ ان جنگوں نے فرانس کو عظیم فتوحات دلوائیں، لیکن بالآخر نپولین کو واٹرلو کی جنگ(1815) میں شکست ہوئی اور وہ جزیرہ سینٹ ہیلینا میں جلاوطن ہو گیا، جہاں اس کی موت ہوئی۔ نپولین نے یورپ کے علاوہ دیگر ممالک میں نو آبادیاتی پالیسیوں کو فروغ دیا، جیسے مصر میں مہم، جس کا مقصد برطانیہ کو کمزور کرنا اور فرانس کے اثر و رسوخ کو عالمی سطح پر بڑھانا تھا۔

اقبال نپولین کو اس کی غیر معمولی قوت ارادی اور قیادت کے لیے سراہتے ہیں۔ ان کے نزدیک نپولین وہ شخص ہے جس نے اپنی قوم کی تقدیر کو اپنے عزم و ارادے سے بدلا، جو اقبال کے فلسفہ خودی کے مطابق ہے۔ تاریخی طور پر بھی نپولین کی قوت ارادی اور قیادت کو عالمی سطح پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ اقبال نپولین کو ایک انقلابی رہنما کے طور پر دیکھتے ہیں جو جمہوری اصولوں اور قومی

ترقی کے لیے کوشاں تھا۔ تاریخی طور پر بھی نپولین کو فرانسیسی انقلاب کی اقدار کے محافظ کے طور پر جانا جاتا ہے، اگرچہ اس نے بادشاہت قائم کر کے انقلاب کے اصولوں کی نفی بھی کی۔ اقبال نپولین کی آمرانہ حکمرانی پر براہ راست تنقید نہیں کرتے، بلکہ اسے اس کے قومی احیاء کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔ تاہم، تاریخی نپولین کو ایک آمرانہ حکمران کے طور پر بھی دیکھا جاتا ہے جس نے اپنی بادشاہت قائم کی اور اپنی حکمرانی کے دوران جمہوری اصولوں کو کمزور کیا۔ اقبال کی نظر میں نپولین کی قیادت میں روحانیت اور عزم کی قوت جھلکتی ہے، جبکہ تاریخی نپولین کی قیادت زیادہ تر مادی اور فوجی طاقت پر مبنی تھی۔ نپولین نے اپنی جنگی حکمت عملی اور عسکری فتوحات کے ذریعے اپنا اثر و رسوخ قائم کیا، جبکہ اقبال کے "مردِ مومن" کا تصور زیادہ روحانی اور اخلاقی بنیادوں پر مبنی ہے۔ اقبال نپولین کے نوآبادیاتی عزائم کا ذکر نہیں کرتے، لیکن تاریخی طور پر نپولین نے مصر اور دیگر علاقوں میں استعماری پالیسیوں کو فروغ دیا، جو کہ استعماری تسلط اور ظلم کی نمائندگی کرتے ہیں۔

اقبال کی نظر میں نپولین بوناپارٹ ایک عظیم رہنما اور عزم و ارادے کی علامت ہے، جس نے اپنی قوم کو طاقت اور عروج دلایا۔ وہ اقبال کے فلسفہ خودی کے مردِ مومن کا ایک استعارہ بن جاتا ہے، جو اپنی قوت ارادی سے تقدیر بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ تاریخی نپولین بوناپارٹ ایک پیچیدہ اور متنازعہ شخصیت ہے، جس نے یورپ کی سیاست اور جنگی حکمت عملی میں گہرا اثر ڈالا۔ نپولین کی عسکری قیادت اور قانونی اصلاحات کو سراہا جاتا ہے، لیکن اس کے آمرانہ پہلو اور نوآبادیاتی عزائم کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ اقبال نے نپولین کی شخصیت کے ان پہلوؤں کو اپنے فلسفیانہ تناظر میں پیش کیا، جو انسانی عظمت، خودی، اور قیادت کی خوبیوں کی نمائندگی کرتے ہیں، جبکہ تاریخی نپولین کے کردار میں انقلابی اصولوں اور استبدادی حکمرانی کے درمیان ایک تضاد نظر آتا ہے۔

حوالہ جات

1. https://www.humsub.com.pk/548603/syed-ahmar-nauman-8/

2. لچھمن پرشاد بھردواج، "اٹلی کا تاناشاہ مسولینی"، (لکھنو: مطبع نول کشور)، ص:8

3. اقبال، علامہ، "بال جبریل"، (لاہور: تاج کمپنی لیمیٹڈ، 1994ء)، ص:127

4. اقبال، علامہ، "ضرب کلیم"، (لاہور: ادارہ طلوع اسلام، 2000ء)، ص:126

5. لچھمن پرشاد بھردواج، "اٹلی کا تاناشاہ مسولینی"، ص:13

6. اقبال، علامہ، "بال جبریل"، ص:128

7. ایچ۔اے۔ایل۔فشر، نپولین، مترجم: مخمور جالندھری، (لاہور: مکتبہ اردو، س ن)، ص:43